ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت

ج ا، سید مناظر احسن گیلانی، ندوۃ المصنفین، دہلی

۱- مولانا غلام علی آزاد بلگرامی نے "مآثر الکرام" میں لکھا ہے۔ اُن کے استاذ میر طفیل محمد بلگرامی، شاگردِ سید محمد مبارک محدث بلگرامی، شاگردِ نور الحق (مصنفِ "تیسیر البخاری" شرح بخاری فارسی) ابنِ شیخ عبد الحق محدث دہلوی ہیں۔

طفیل نے غلام علی آزاد سے بیان کیا۔ ص ۳۸-۴۲

ایک دن حضرت میر مبارک کی خدمت میں حاضر ہوا، دیکھا کہ حضرت موصوف وضو کے اہتمام کے لیے اٹھے تھے کہ اچانک گر گئے، میں لپک کر تیزی سے نزدیک گیا، ایک گھنٹہ بعد افاقہ ہوا۔ میں نے وجہ دریافت کی، بہت دیر تک کہنے سننے سے فرمایا: "تین دن گزر گئے اور اس عرصے میں غذا بالکل نہ مل سکی۔ ان تین دنوں میں نہ کسی کے سامنے لب کھولا اور نہ قرض ہی لیا۔" مجھے بہت ترس آیا، فوراً وہاں سے اٹھ کر اپنے گھر پہنچا اور شیریں کھانا جو آپ کو مرغوب تھا تیار کر کے خدمت مبارکت میں حاضر کیا۔ پہلے خوشی کا اظہار کیا اور دعائیں دیں۔ پھر کہا: ایک بات کہوں، اگر مجھے بے ادب نہ ہو۔ میں نے عرض کیا: "حضرت بخوشی فرمائیں۔" "صوفیا کی اصطلاح میں اسے اشرافِ نفس

کا کھانا کہتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ فقہا کے نزدیک اس کا کھانا جائز ہے، اور یہ بھی ٹھیک ہے کہ تین دن کے بعد شریعت میں مردار حلال ہو جاتا ہے، لیکن صوفیا کے یہاں 'اشراف' کا کھانا جائز نہیں ہے۔"

شاگرد نے کھانا سامنے سے اٹھا لیا اور چلے گئے۔ اودھ میں جانے کے بعد پھر لوٹے اور کھانا پیش کر کے استاد سے پوچھتے ہیں: خاکسار جب کھانا اٹھا کر حضرت کے سامنے سے لے گیا، تو آپ کو واپسی کی توقع تھی؟ میر مبارک نے جواب دیا کہ نہیں، میر طفیل محمد نے عرض کیا: اس وقت یہ کھانا خلاف توقع لایا ہوں، لہذا یہ طعام اشراف باقی نہیں رہا۔ استاذ خوش ہوئے اور بولے: "تم نے تجیب سمجھداری کا ثبوت دیا"... اور کھانا پوری رغبت سے تناول فرمایا۔

نواب مکرم خاں بن نواب شیخ میر عالمگیری کو شیخ سے عقیدت ہو گئی اور ہدایا دینے لگا۔ [تحفہ: مناسب خوشبوئیں] بڑا اعتقاد رکھتے تھے اور لائق و بجا لاتے تھے۔

میر مبارک اپنے کنبہ اور محلہ سیدواڑہ سے اٹھ کر ایک میدان میں اقامت گزیں ہو گئے اور رعایا کو آباد کیا، اور مسجد اور سکونتی مکانات تعمیر کرائے۔ آبادی کے چاروں طرف ایک مضبوط فصیل کھچوا دی، تاکہ چوری اور وحشی جانور اور درندوں سے یہ محفوظ

رہے۔ زیادہ کپڑے بننے والوں کو آباد کیا، اس وجہ سے کہ یہ اکثر دیندار اور نمازی ہوتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔

ص ۴۲-۴۳ ۔ ۔ ۔ ۔ انہی پارچہ بافوں میں ایک شخص نماز میں حاضر نہیں ہوتا تھا۔ میر مبارک محدث نے بلا کر پوچھا کہ بھائی! تم جماعت میں کیوں نہیں آتے۔ اس نے جواب دیا کہ جماعت کی پابندی کی وجہ سے میری کمائی میں نقصان ہوتا ہے یعنی آنے جانے میں وقت لگ جاتا ہے۔ میر صاحب نے پوچھا کتنا نقصان ہوتا ہے، بولا ایک پیسہ کا نقصان روزانہ ہوتا ہے۔ میر صاحب نے فرمایا یہ ایک پیسہ مجھ سے لیا کرو۔ حسب وعدہ روزانہ ایک پیسہ اس کو ملنے لگا۔

ایک دن میر مبارک نے دیکھا کہ بلا وضو وہ نماز میں شریک ہو گیا۔ پوچھا یہ کیا ہے۔ نماز را بے طہارت می خوانی؟ اس نے جواب دیا "بہ یک پیسہ دو کار نمی توان کرد" (ایک پیسہ میں دو کام نہیں ہو سکتا ہے، یعنی ایک ہی پیسہ میں آپ نماز اور وضو دونوں کام لینا چاہتے ہیں، یہ نہیں ہو سکتا) میر صاحب بے اختیار ہنس پڑے اور دوسرا پیسہ وضو کے لیے بڑھا دیا۔ ۔ ۔ ۔ آہستہ آہستہ اس کپڑا بننے والے کا دل نماز میں لگ گیا، اور اجرت کا تقاضا ترک کر دیا۔

ص ۵۰ کا حاشیہ: محقق طوسی کی رسائی جب ہولاکو خاں تاتاری بادشاہ کے دربار

تک ہوئی تو ایک رصد خانہ کی تعمیر کا خیال پیدا ہوا۔ ہولاکو خاں نے اپنے خیال کا اظہار کیا۔ "کیا خرچ ہوگا" اس نے پوچھا طوسی نے کروروں کا حساب بتایا۔۔۔ اس نے کہا کہ اتنے روپے برباد کرنے کا کیا حاصل؟ ط: ستاروں کا حال اس رصد خانہ سے معلوم ہو سکتا ہے جس سے آئندہ واقعات کے متعلق صحیح پیشن گوئیوں میں مدد ملتی ہے۔ ہ: بالفرض کسی جنگ میں مجھے شکست ہونے والی ہو، اور نجوم کے ذریعے سے اس کا علم قبل از وقت حاصل ہو جائے تو کیا یہ ممکن ہوگا کہ ہم اس شکست کو فتح سے بدلنے کی کوئی صورت نکالیں۔ ط: یہ کس کے بس کی بات ہے۔ جو واقعہ ہونے والا ہے وہ تو بہر حال ہو کر رہتا ہے۔ ہ: پھر اس پیشن گوئی کا کیا فائدہ؟

ط: آپ ایک طشت لے کر کسی کو چھت پر یہ حکم دے کر بھیجیے کہ جس وقت صحن میں اپنے درباریوں کے ساتھ آپ بیٹھے ہوں، وہ زور سے اس طشت کو چھت سے نیچے گرائے۔ آپ یہ کر لیجیے تب جواب عرض کروں گا۔ جب یہ کیا گیا تو طوسی اور ہولاکو دونوں جہاں تھے وہیں بیٹھ رہے لیکن دوسرے درباریوں میں کھلبلی مچ گئی۔ ط: فرمائیے، ہم اور آپ اپنی جگہ سے ہلے بھی نہیں،

لیکن دوسرے بدحواس ہو کر ادھر ادھر بھاگے۔ کیوں؟ ہ: ہم دونوں طشت کے گرنے سے واقف تھے، ہمیں پریشان ہونے کی کیا ضرورت تھی؟ ط: بس نجوم سے آئندہ واقعات کا علم جن لوگوں کو حاصل ہو جاتا ہے وہ واقعات کو ٹال تو نہیں سکتے لیکن اپنی جگہ اسی طرح مطمئن رہتے ہیں۔۔۔ ہولاکو کے دل کو بھی بات لگ گئی۔ رصد خانہ کی منظوری اس نے دے دی۔ (فوات الوفیات)

صہ ۱۸۴: حضرت نظام الاولیا سلطان جی سے فوائد الفواد میں یہ بیان منقول ہے کہ بداؤں جو حضرت کا مولد پاک ہے، وہاں جس شخص سے اپنے بچپن میں قرآن پڑھا تھا وہ ایک غلام ہندو تھا۔۔۔۔۔۔

"غلام ہندو تھا، اسے شادی مقری کہتے تھے۔ اس کی ایک کرامت یہ تھی کہ جو شخص ان سے ایک حصہ قرآن کا پڑھ لیتا، اللہ تعالیٰ اسے پورا قرآن عطا فرما دیتے۔"

(گیلانی: نسلاً ہندو تھے، مسلمان ہونے کے بعد ان کا نام شادی رکھ دیا گیا تھا۔ یہ لاہور کے رہنے والے کسی صاحب کے غلام تھے، جن کا پیشہ بھی یہی بچوں کو قرآن پڑھانا تھا۔۔۔ آقا نے آزاد کر دیا، بداؤں میں

آ کر آقا ہی کے پیشہ کو اختیار کر لیا:- (یہ غلام) سب کے قاری تھے۔
اللہ اللہ! شودروں کو ملچھ اور ناپاک
سمجھنے والا، وید کی آیت اگر ان کے کان میں پڑ جائے تو
پگھلا ہوا رانگ سیسہ اس کان اور کان والے کو ختم کر دینا
جس ملک کا مذہبی عقیدہ اور دھرم تھا، کیسا عجب تماشا تھا
کہ اسی ملک کے ایک غلام کو قرآن پڑھایا جاتا ہے، قرآن کی ساتوں
قراءتوں کا ماہر بنایا جاتا ہے، اور درس قرآن کی مسند پر اسے جگہ
دی جاتی ہے۔ قریشی اور ہاشمی سادات شاگرد بن کر اس کے آگے
زانوئے ادب تہہ کرتے ہیں۔

ص 95 حاشیہ صاحب تذکرہ علمائے ہند نے خود اپنا واقعہ لکھا ہے
کہ جن دنوں محلی شہر میں وہ پڑھتے تھے، وہاں مفتی علی
کبیر صاحب کے پاس بڑا کتب خانہ تھا۔ "کتابے کہ ما طلبیدیم
بہموں ہیئت کہ داشت از الماری برآوردہ می داد" البتہ
دیتے ہوئے مفتی صاحب ایک دلچسپ شعر ضرور پڑھتے تھے:
کتابم می دہم لیکن بایں شرط کہ طبل و بوق و صندوقش نہ سازی
مطلب یہ تھا کہ طلبہ کتابوں کے استعمال میں بے احتیاطی کرتے

ہیں۔ کوئی صاحب توطیہ بنا کر بجاتے ہیں، کوئی ورقوں کا باجہ بناتے ہیں،
کوئی ہر قسم کے کاغذ جلدوں کے بیچ میں رکھ دیتے ہیں جس سے جلد ٹوٹ
جاتی ہے۔ بعض کتابوں سے تکیہ کا کام بھی لیتے ہیں۔ مطلب یہ تھا کہ
یہ حرکتیں نہ کرنی چاہئیں۔

حاشیہ ص ۱۳۴ وقائع نگاری ایک بڑا اہم عہدہ تھا۔ ملک کے ہر ہر علاقے میں ایک
خاص سررشتہ وقائع نگاری کا قائم تھا۔ وقائع نگار اپنے
اپنے علاقوں کے احوال بادشاہ کو لکھ کر بھیجتے تھے۔ یہ علاقے کسی
والی یا عامل کے محکوم نہیں ہوتے تھے۔

مولانا غلام علی آزاد کے حقیقی نانا میر عبدالجلیل بلگرامی
سندھ میں بھکر اور سیلوستان کے وقائع نگار تھے۔ فرخ سیر کے آغاز
حکومت تک اس عہدے پر رہے۔

آزاد فرماتے ہیں کہ احمد یار خاں زمیندار نے ایک شخص کو بلاوجہ قتل کر دیا تھا،
نانا صاحب کے پاس خط رقم کر کے حاضر ہوا کہ بادشاہ کے دربار میں
اس واقعے کی نہ لکھی جائے۔ . . . . . .

فرخ سیر کے عہد میں وزیر اعظم نے وقتی طور پر میر صاحب کو
اس لیے معزول کر دیا تھا کہ سندھ میں اولیا بہت تھے۔ لکھنے والوں

نے چکھا تو بالکل نباتات سفید کا مزہ تھا، واقعہ تھا لکھا گیا۔ وزیر کو اس خبر پر اعتبار نہیں ہوا اور اس نے محض اس ایک خبر کی وجہ سے معزولی کا فرمان بھجوا دیا۔

ص ۱۹۵ کا حاشیہ : فتاوی تاتارخانیہ :

... غیاث الدین تغلق کو اپنے فتوحات کے سلسلہ میں ایک بڑا ہوا بچہ ملا جس کے متعلق معلوم ہوا کہ آج ہی کا پیدا شدہ ہے۔ بے رحم ماں باپ اس بچے کو چھوڑ کر کہیں غائب ہو گئے۔ بادشاہ کو بچے پر ترس آیا اور حکم دیا کہ شاہی نگرانی میں اس بچے کو لے لیا جائے۔ یوں تاتارخاں کی پرورش شاہی محل میں ہونے لگی۔ خدا کی شان جب جوان ہوئے تو غیر معمولی دل و دماغ کا ثبوت پیش کرنے لگے۔ غیاث الدین نے ان کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ کی اور خاص لوگوں میں ان کو داخل کر لیا۔ محمد تغلق کا زمانہ آیا تو اس وقت بھی بڑے بڑے جلیل عہدوں کے فرائض انجام دیئے۔ فیروز کے عہد میں بھی وزارت کے منصب پر مدتوں قابض رہے۔ علم سے خاص دلچسپی تھی۔ تاتارخاں کے حکم سے مولانا عالم نے چار ضخیم جلدوں میں فقہ حنفی کا فتاوی مرتب کیا۔

ص ۱۹۸ فتاوی تاتارخانیہ میں علم کلام کے متعلق اس رائے کا اظہار کیا گیا ہے:

انہا تؤدی الی اثارۃ الفتنۃ والبدع وتشویش العقائد أو یکون الناظر فیہ قلیل الفہم أو طالبا للغلبۃ للحق۔

علم کلام کے مسائل سے فتنہ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور نئی باتیں بدعات کو گویا بدعات کو برانگیختہ کرنا ہے۔ عقائد میں ان سے پراگندگی اور پریشانی پھیلتی ہے۔ یا کلامی مسائل سے دلچسپی لینے والے عموماً کم سمجھ ہوتے ہیں یا ان کا مقصود تلاشِ حق نہیں بلکہ صرف دوسروں کے مقابلے میں غلبہ حاصل کرنا ہوتا ہے۔

(منقول از مفتاح السعادۃ)

آج ممکن ہے کہ قدیم علمائے ہند کے اس فیصلے کو تنگ نظری پر محمول کیا جائے۔ لیکن تجربہ بتا رہا ہے کہ کلامی مباحث جس زمانے میں بھی کسی ملک میں چھڑے ہیں، بجز فتنوں کی پیدائش اور نئے نئے خیالات، نئی نئی موشگافیوں کے اس کا حاصل کسی زمانے میں بھی کچھ نکلا ہے؟

ص ۲۰۲ ابن بی مولانا کبیر الدین دہلوی کے بارے میں لکھتے ہیں:

صنف کتابا فی فتوح السلطان علاء الدین

انہوں نے علاء الدین خلجی کی فتوحات کے متعلق ایک کتاب لکھی۔

محمد شاہ الخلجی

ولكنه بالغ فيها في لیکن اپنی ان کتابوں میں بادشاہ کی مدح سرائی میں
بالمدح والإطراء و مبالغہ کیا اور عبارت میں زبردستی رنگ پیدا کرنے کی
التأنق في العبارة کوشش کی جو مورخین کے طریقے کے خلاف ہے یعنی
خلافاً لأدباء المؤرخين مورخ کا فرض تو یہ ہے کہ بھلی بری، تعریف کی ہو یا
بإيراد الخير والشر وأكثر مذمت کی، سب ہی طرح کی باتیں جو واقع ہوئی ہوں
والقبيح والمناقب انہیں بیان کرے۔
والمعائب۔ (نزہۃ الخواطر، ص ۱۱۵)

ص ۲۰۴-۲۰۵ المعجب في أخبار المغرب علامہ محی الدین ابو محمد بن عبدالواحد
المراکشی کی مشہور کتاب ہے۔ مغرب اقصیٰ اور اندلس کے حالات کا تذکرہ
اس کتاب میں کیا گیا ہے، حالانکہ المراکشی کے قلم سے عیسائی بادشاہوں
کے ذکر میں بے اختیار لعنۃ اللہ کے الفاظ عموماً اس کتاب میں مسلسل
نکلتے چلے گئے ہیں لیکن باوجود اس کے مسلمانوں اور عیسائیوں کی ایک جنگ
کے حالات درج کرتے ہوئے المراکشی نے لکھا ہے کہ عیسائی شہر دندر میں
محصور تھے۔ مسلمانوں نے معاشی دروازے ہی صرف ان پر باہر سے بند
نہیں کیے بلکہ شہر میں پانی جس راستے سے جاتا تھا اس کو بھی بند کر دیا۔
عیسائی سخت پریشان ہوئے۔ پیاس سے لوگ مرنے لگے۔ لکھتے ہیں کہ

ایک دن مسلمانوں کو محسوس ہوا کہ شہر میں کافی شور و غل مچا ہوا ہے۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ پیاس سے تنگ آ کر عیسائیوں کے مذہبی پیشوا دعا میں مشغول ہیں اور عوام آمین کہہ رہے ہیں، اسی کا ہنگامہ ہے۔ المراکشی کا بیان ہے کہ اچانک بادل اٹھا اور اس زور کی بارش ہوئی کہ گویا مشکوں کا منہ کھول دیا گیا ہے۔ عیسائیوں کی دعا قبول ہوئی اور انہوں نے شہر کے آبی خزانوں (مہاریج) کو بارش کے پانی سے بھر لیا اور اتنی قوت اس کے بعد ان کو حاصل ہوئی کہ مسلمانوں کے بادشاہ امیر المؤمنین ابو یعقوب کو محاصرے کے اٹھا لینے پر مجبور ہونا پڑا (معجب ص ۱۸۱)

ص ۲۱۷ کا حاشیہ:

مولانا ضیاء سنامی سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء کے منکر تھے۔ ... مولانا سنامی جب مرض الموت میں بیمار تھے۔ سلطان المشائخ ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ ... سنامی نے اپنی پگڑی حضرت کے قدموں کے نیچے بچھوائی تاکہ اس پر چل کر بستر علالت تک آئیں لیکن سلطان المشائخ نے ... مولانا کی پگڑی اٹھا کر آنکھوں سے لگائی ... سلطان المشائخ جب سامنے آ کر بیٹھے تو مولانا نے

آنکھیں حضرت سے برابر نہ کیں۔ جوں ہی اٹھ کر مکان سے باہر ہوئے
آواز آئی: "مولانا ختم ہو گئے" سلطان المشائخ روتے جاتے
تھے اور کہتے جاتے تھے۔ یک ذات حامی شریعت بود حیف آں نیز
نماند۔

ص ۲۶۳ حاشیہ: معقول مغل زمانے کا ایک مشہور لامذہب
فلسفی کامران تھا۔ (م: ۱۰۵۰ھ)
فلسفہ ہی کو اس احمق نے اپنا مذہب بنا لیا تھا۔۔ "موسیٰ
را جادوگر دانستہ و ربی موسیٰ خواندے، و عیسیٰ را طبیب
شمردے و حکیم عیسیٰ بن یوسف نجار گفتہ" العیاذ باللہ۔۔۔۔
محمد رسول اللہ را ملک الشعرا ی عرب نامیدے۔۔۔۔ و کشن
اوتار را جھنال یعنی شہوت پرست و زانی خواندے۔۔۔۔
اشارہ وہی گوپیوں کے قصے کی طرف کر رہا ہے۔

اس سے پوچھا گیا کہ خلاصہ عقیدہ سنی و شیعہ بیان کن۔ جواب
داد کہ عقیدہ سنی این است۔ بعد حمد اللہ تعالیٰ و نعت رسول صلاۃ اللہ
رحمۃ اللہ علی جمیع الفاسقین و الفاسقات و الفاجرین و الفاجرات۔
و عقیدۂ شیعہ این است بعد حمد اللہ تعالیٰ و نعت رسول صلاۃ اللہ،

لعنۃ اللہ علی جمیع المومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات۔

ص ۲۵۱ (راجہ ٹوڈارمل) اس سے پہلے ہندوستان میں ہندوؤں کے دستور کے مطابق دفتر لکھتے تھے۔ راجہ ٹوڈارمل نے ایرانی نویسندگان سے ضوابط اخذ کیا، اور دستورِ ایرانی کے مطابق دفتر مرتب کیا۔

ٹوڈارمل اکبر کا وزیرِ اعظم تھا۔

میر فتح اللہ شیرازی وزارتِ عظمیٰ میں ٹوڈارمل کے شریک تھے، ایران میں شیراز کے معقولی عالم غیاث منصور۔ جن کے بارے میں ہے: نماز اور دوسری عبادتوں سے کچھ زیادہ دلچسپی نہیں رکھتا (ص ۲۵۵)۔ کے شاگرد تھے۔ امامیہ مشرب کے پیرو تھے۔ ان (فتح اللہ شیرازی) کے بارے میں ہے:

"بندوق کندھے پر ہوتی اور بارود کا تھیلا یعنی کارتوس کی پیٹی کمر پر باندھے ہوتے، اور قاصدوں کی طرح اکبر کی رکاب میں دوڑتے ہوتے"

... ٹوٹ جانے والی توپ اور ایک گردش میں گیارہ فیر والی بندوق کے موجد میر صاحب ہی تھے۔

"ان کی تصانیف میں سے تکملہ حاشیہ علامہ دوانی، اور ملا جلال تہذیب المنطق پر اور حاشیہ حاشیۂ مذکور پر رائج ہے۔

صد ۲۶۲ کا حاشیہ:

محقق طوسی نے علم کلام میں تجرید نامی متن لکھا تھا۔ علامہ علی قوشجی نے اس کی شرح لکھی۔ شرح پر دوانی (جلال الدین) نے حاشیہ لکھا۔ ان کے معاصر امیر صدر الدین الاشتکی نے بھی شرح تجرید پر حاشیہ لکھا جس میں دوانی پر چوٹیں کی گئی تھیں۔ دوانی نے اس کا جواب لکھا۔ الاشتکی نے پھر اس کا جواب لکھا۔ دوانی نے جواب الجواب لکھا تحریر کیا۔ یوں دوانی کے تین حاشیے قدیمہ، جدیدہ، اجدہ ہو گئے۔ صدر الدین مر گئے تھے۔ ان کے بیٹے امیر غیاث منصور نے جو غیاث الحکماء کے نام سے مشہور ہیں والد کی طرف سے جواب لکھا۔ اب ادھر بھی وہی تین قدیمہ، جدیدہ، اجدہ ہو گئے۔ ذہنی زور آزمائیوں کا ان کتابوں میں طوفان ابلتا تھا۔ علماء نے درس میں داخل کیا۔ اُن پر حواشی مرزا جان آقا حسین خوانساری نے لکھے۔

صد ۲۷۳ کا حاشیہ: "اگر بکاغذ نہ کہ منطق دراں نوشتہ باشند استنجا نمائند پاک نیست"۔ یہ عبارت فوق کی کتاب جامع الرموز کی ہے کہ یجوز الاستنجاء بأوراق المنطق۔

صـ۲۷۴ سب کچھ پڑھ جائیے لیکن ان تمام مقررہ کتابوں (چالیس پچاس کی تعداد میں عقلی کتابیں)، کتابوں کے منہیات، حواشی، شروح و تعلیقات کا اگر ایک ورق پڑھنے سے رہ گیا ہے تو اہل علم کے گروہ میں ایسے آدمی کا علم علم نہیں سمجھا جاتا تھا۔ (اساتذہ) سند دینے سے گریز کرتے تھے۔ عذر یہی پیش کیا جاتا تھا کہ تم نے حدیث، تفسیر فقہ وغیرہ دینی علوم کی سب کتابیں پڑھ لی ہیں۔ لیکن معقولات کی فلاں فلاں کتاب تمہاری باقی رہ گئی ہے، ان کو پڑھے بغیر مولوی ہونے کی سند تمہیں کیسے دی جا سکتی ہے

صـ۲۷۵ حاشیہ:

الحاکم الصدر الشہید جو چوتھی صدی ہجری کے مشہور حنفی امام ہیں۔ پہلے بخارا کے قاضی ہوئے اس کے بعد خراسان کے ساسانی امیر الحمید نے وزارت کے منصب پر سرفراز کیا، کچھ دن کے بعد کسی مسئلہ میں امیر نے ایسے فیصلہ پر مجبور کرنا چاہا جس میں دین اور علم کی صراحۃً خلاف ورزی لازم آتی تھی۔ انہوں نے انکار کیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ دو درختوں کی شاخوں میں باندھ کر شاخوں کو چھوڑ دیا جائے کہ ان کی لاش کے دو ٹکڑے ہو جائیں۔ الحاکم کو اس کی خبر ملی غسل کیا اور عطر ملا، کفن

گلے میں ڈالا اور مذکورہ بالا فقرہ کہتے ہوئے اپنے آپ کو جلاد کے حوالے کر دیا۔ لاش اسی شکل کے ساتھ چھوڑ دی گئی۔

لم نتعلمنا العلم لغیر اللہ فأبی العلم أن یکون إلا للہ

یعنی ہم نے علم کو خدا کے لیے نہیں سیکھا تھا، لیکن خود علم نے انکار کیا اور وہ خدا ہی کے لیے ہو کر رہا۔

(مفتاح السعادۃ، ص ۱۴)

(متن، ص ۲۸۶)

ص ۲۸۴

ایک مرتبہ [شیخ محمد ؒ] بیان کرتے ہیں] طلبہ ایک دوسرے سے حصولِ علم کا مقصد دریافت کر رہے تھے:

بعض نے بطور تصنع و تکلف کہہ دیا تھا کہ ہمارا مقصود طلبِ علم سے معرفتِ الٰہی ہے، اور بعض سادگی سے سچ بول رہے تھے کہ طلبِ علم سے ہمارا مقصد دنیا کی روٹی ہے ۔ ۔ ۔ میں بالکل نہیں جانتا کہ تحصیلِ علم سے معرفتِ الٰہی مترتب ہوتا ہے یا کھیل تماشے کے اسباب۔ مجھے اس وقت صرف شوق یہ ہے کہ معلوم کروں اتنے علماء اور عقلاء جو گذر چکے ہیں کیا بیان کر گئے ہیں اور معلومات و مسائل اور حقیقت کے کھولنے میں انہوں نے کیا موتی پروئے ہیں۔

- "صحابۂ رسول اسلام کی نظر میں" از مولانا نورعالم خلیل امینی صفحہ ۲۱

شبیل بن ورقاء:- ابن قتیبہ دینوری ..... یہ جاہلیت کے ایک مشہور شاعر تھے، اسلام کی آمد کے بعد اسلام تو لے آئے، لیکن اسلام ان کے دل میں جاگزیں نہ ہو سکا۔ وہ ماہِ رمضان کے روزے بھی نہیں رکھتے تھے، ان کی صاحب زادی نے ان سے کہا: آپ روزے کیوں نہیں رکھتے؟ تو انہوں نے جواب دیا

تامرني بالصوم لا درّ درُّها وفي القبر صوم لا أبالك طويل

(وہ مجھ روزے کی تلقین کرتی ہے، اس کا بھلا نہ ہو، تو اپنے باپ کو کھوئے، قبر میں طویل روزے سے سابقہ ہوگا)

- Book: Life and Mission of Maulana Mohammad Ilyas,
By: S. Abul Hasan Ali Nadwi
Translated into English by: Md Asif Kidwai, Pages 113-114.

It was not enough to bring about a change in the morals and habits of the Mewatis. He (Ml Ilyas) wished them also to change their language and adopt Arabic. Nothing was impossible in his view, with the help of God and human endeavour. He even hoped for the revival of the Arabic language in the madrassas. As he (Ml Ilyas) once wrote to me (Ali Mian), "There are some ideas in my mind which I do not

want to express because they are too advanced. I would like you to consider seriously the possibility of the students talking to each other in Arabic in these days of Tabligh."

ع م
ر ياض 522 - عن حكيم بن حزام ﷺ: إن هذا المال خضر حلو، فمن أخذه بسخاوة نفس بورك له فيه ومن أخذه بإشراف نفس لم يبارك له فيه وكان كالذي يأكل ولا يشبع. واليد العليا خير من اليد السفلى.
قال حكيم، فقلت: يا رسول الله والذي بعثك بالحق، لا أرزأ (آخذ من أحد) أحدًا بعدك شيئا حتى أفارق الدنيا

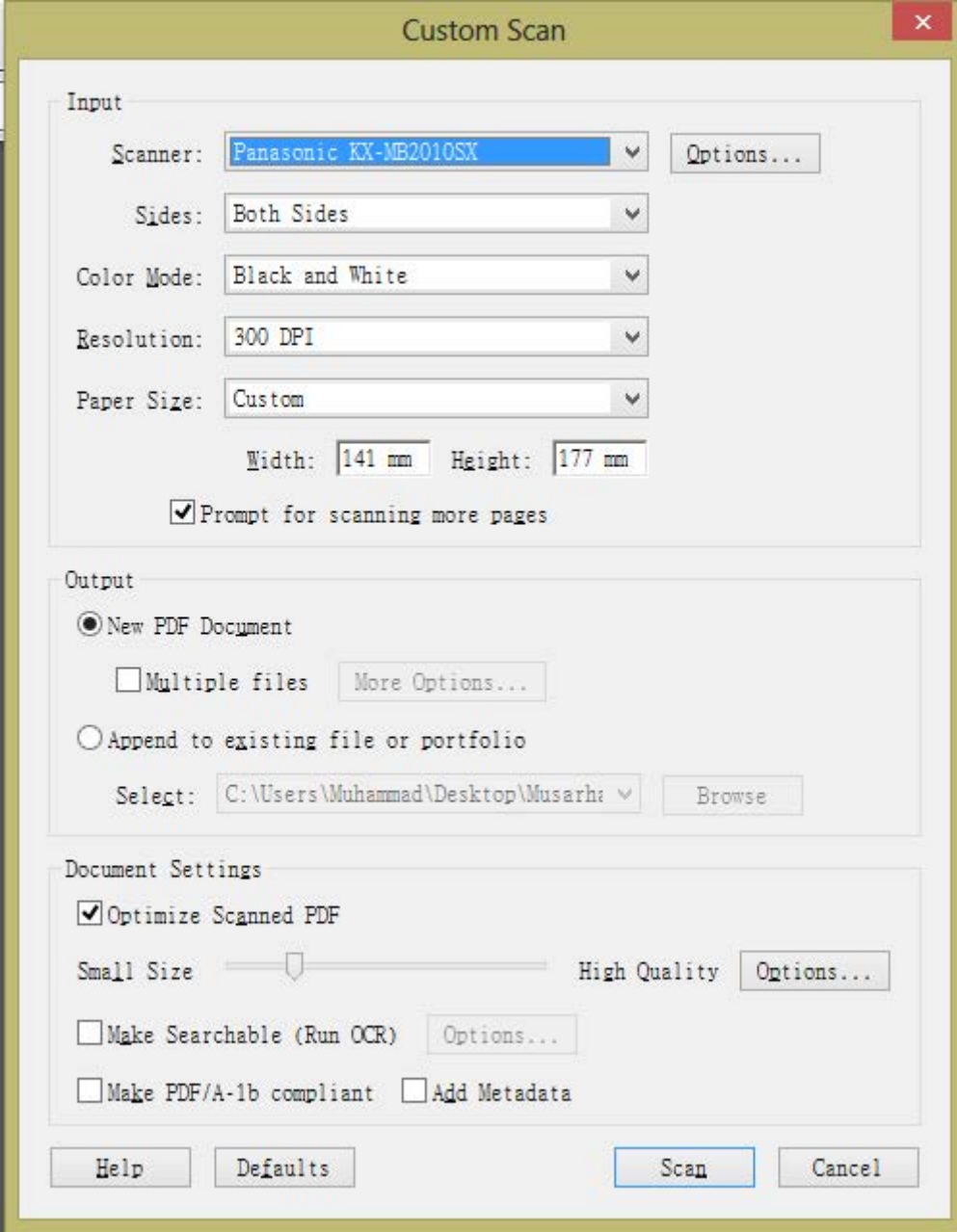
Custom Scan
Input
Scanner:
Panasonic KX-MB2010SX
Options...
Sides:
Both Sides
Color Mode:
Black and White
Resolution:
300 DPI
Paper Size:
Custom
Width:
141 mm
Height:
177 mm
Prompt for scanning more pages
Output
New PDF Document
Multiple files
More Options...
Append to existing file or portfolio
Select:
C:\Users\Muhammad\Desktop\Musarha
Browse
Document Settings
Optimize Scanned PDF
Small Size
High Quality
Options...
Make Searchable (Run OCR)
Options...
Make PDF/A-1b compliant
Add Metadata
Help
Defaults
Scan
Cancel